ضبط و ترتیب
مولانا عرفان الحق حقانی

دار العلوم دیوبند کے اکابر کی جامعہ حقانیہ میں آمد اور استقبالیہ تقریب سے خطاب

مولانا اسعد مدنی، مولانا مرغوب الرحمان، مولانا محمد عثمان، مولانا عبدالحق اعظمی، مولانا نعمت اللہ اور مولانا سمیع الحق کی تقاریر

۱۱ اپریل ۲۰۰۱ء دار العلوم حقانیہ کیلئے انتہائی مسرت اور سعادت کا دن تھا کہ اسکی مادر علمی دار العلوم دیوبند کا ایک جلیل القدر وفد جس میں دار العلوم کے شیوخ اساتذہ اور مہتممین حضرات شامل تھے، تشریف لا رہے تھے اسطرح یہ خوشی اور بھی دوبالا ہوگئی جب فدائے ملت جانشین شیخ العرب والعجم مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ امیر جمعیت العلماء ہند نے بھی دار العلوم کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اور آپ نے مفصل خطاب بھی فرمایا۔ اس موقع پر آپ کے ہمراہ حضرت مولانا فضل الرحمان مدظلہ بھی موجود تھے۔ مدیر "الحق" مولانا راشد الحق سمیع "خدمات دیوبند کانفرنس" کے اختتام پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت اس قافلے کو نماز مغرب کے بعد دار العلوم حقانیہ لے آئے۔ دار العلوم کے مہتممین، مشائخ، اساتذہ اور ہزاروں طلبہ نے سربکف سربلند کے فلک شگاف نعروں سے ان کا جی ٹی روڈ پر جوش خیر مقدم کیا۔ ایوان شریعت (دار الحدیث) کے پرشکوہ اور وسیع وعریض ہال میں معزز مہمانوں کو لایا گیا۔ تمام ہال حاضرین اور عقیدت مندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس موقع پر ان مشائخ نے تقریریں کیں اور دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث نے حدیث پڑھ کر طلبہ کو خصوصی اجازت سے بھی نوازا۔ آغاز میں دار العلوم کے مہتمم واستاذ حدیث حضرت مولانا سمیع الحق نے معزز مہمانوں کا حسب ذیل خیر مقدمی کلمات سے استقبال کیا۔ اس تقریب کی کاروائی ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نذر قارئین ہے۔ ...... (ادارہ)

مولانا سمیع الحق کے استقبالیہ کلمات

حضرات گرامی! میں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ، حضرت مولانا مرغوب الرحمان مدظلہ اور معزز اساتذہ کرام دار العلوم دیوبند کی خدمت میں تہہ دل سے خیر مقدم پیش کرتا ہوں اور انہیں اپنی طرف سے

دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام ،منتظمین اور عزیز طلباٗ کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

میں آپ تمام علماٗ اور طلباٗ کو معزز اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند کی جانب سے اجازت حدیث ملنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آج آپ کو ایک عظیم نعمت سے نوازا۔ان کی وجہ سے آپ کی سند عالی ہوگئی جس کی ہمیشہ آپ کو حسرت رہتی تھی گویا آپ کے اور شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کے درمیان پورا ایک واسطہ کٹ گیا ہے پہلے جب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ بقید حیات تھے تو یہاں پر طلباٗ کو اجازت حدیث دیتے تھے۔جو بزرگ آپ کے یہاں پر پڑھے ہیں ان کو مولانا تیرہ چودہ سال قبل حضرت والد بزرگوار اجازت حدیث دے دیتے تھے تو اس طرح سے وہ حضرت مدنی ؒ کے ایک واسطے سے شاگرد ہو جاتے تھے۔ لیکن حضرت کی وفات کے بعد ایک سند منقطع ہوگئی اور دو واسطوں سے آپ کا یہ سلسلہ جڑتا تھا لیکن آج اکابر کی آمد سے آپ کا ایک سند عالی ہو گیا ہے۔ایک ایک حدیث کا سند عالی کرنے کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مصر اور شام اور پتہ نہیں کہاں کہاں کے سفر کیا کرتے تھے۔

حقانیہ کا باغ و بہار مدنی فیضان :

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت فدائے ملت امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کے جانشین ہیں۔دارالعلوم حقانیہ کا یہ سارا باغ و بہار حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کا فیضان ہے۔آپ کے شیخ اور بانی دارلعلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا مدنی ؒ کے تلامذہ میں سے تھے اور انکے رگ و ریشہ میں سر تا پا صور تا مدنیت چھائی ہوئی تھی اور اس کا عجیب نمونہ تھے۔

الحمدللہ آج یہ سارا سلسلہ ۲۵'۳۰ ہزار افراد جو دارالعلوم حقانیہ سے نکلے ہیں جو آج افغانستان میں اسلامی نظام قائم کر رہے ہیں یہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی ؒ کا فیض ہے۔

جامع المجدد دین :

حضرات ! ہماری مادر علمی مرکز علم و جہاد و حریت اور درس و تدریس کو اللہ تعالیٰ نے ایک بلند مقام عطا فرمایا تھا اور اب بھی ہے ہمارے اکابر یہاں تشریف لاتے تھے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے یہاں آکر ایک رات تفصیل سے جہاد و عزیمت اور تجدید دین کی تاریخ سنائی تھی اور بتایا کہ تجدید دین اللہ نے ہر صدی میں افراد کے ذریعہ کرائی انہوں نے تجدید دین کے تمام شعبوں' زاویوں اور مجدد کی تمام شرائط کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ایک مجدد ادارہ بھی ہوتا ہے۔دارالعلوم دیوبند جامع المجدد دین ہے گویا ادارے کی حیثیت سے اس نے دین کی تجدید کی' دارالعلوم دیوبند کے تاسیس کے وقت دین دو قسم کے خطرات

میں گھرا ہوا تھا۔ ایک ہندو تہذیب و تمدن جسے اکال الامم (امتوں کو کھا جانے والی) کہا جاتا ہے۔ جو شرک' خرافات' توہم پرستی کی ظلمت کی شکل میں ہندوستان میں چھائی ہوئی تھی ہندوستان میں جو بھی تہذیبیں آئیں وہ مٹ کر اس میں مدغم ہو گئیں آریائی قومیں ساری اپنی تہذیب و تمدن کو گنوا بیٹھی۔ صرف اسلام اپنی حقانیت و صداقت کے بل وبوتے پر قائم رہا۔ لیکن جب انگریز آیا تو اس نے پورا عزم کیا کہ اب اس اسلامی علم و تہذیب کو مٹانا ہے۔

دین و علم کا محور :

اللہ تعالیٰ نے غیب سے حضرت حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ اور انکے ساتھیوں کے دلوں میں ایک ادارہ قائم کرنے کا خیال ڈالا۔ یہ ادارہ قطب الرحی کی حیثیت رکھتا ہے یعنی پورے برصغیر' افغانستان اور سنٹرل ایشیاء کی ریاستوں کیلئے دین و علم کا محور ہے اور یہ سارے ادارے اس کے گرد گھومتے ہیں۔

نئے علم کلام کے بانی :

اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ اور یہاں کی شخصیات جیسے حضرت حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ سے ایسے کام لیے کہ صدیوں تک اللہ نے دین کی حفاظت فرمادی۔ اسلام کے ابدی اصولوں کی صداقت بھی منوائی' شکوک و شبہات اور الحاد وھریت کے سارے حملے بھی پسپا کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت قاسم نانوتویؒ کے ذریعے ایک نیا علم الکلام مرتب کیا اور وہ ایک نئے علم کلام کے بانی ہیں۔

اگر امام غزالی اور امام رازیؒ نے اپنے دور میں قرامطہ' باطنیہ' معتزلہ' خوارج اور دیگر ہزاروں فتنوں کے خلاف خدمات انجام دیئے تھے تو حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے علمی میدان میں دہریت والحاد ہندوازم' آریا سماج وغیرہ بے شمار فتنوں کے مقابلہ میں اسلام کے ابدی اصولوں کو منوایا۔ اس لئے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرمایا کرتے تھے کہ علم و دلائل اور شکوک و شبہات کے لحاظ سے آئندہ پانچ سو سال تک اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بدقسمتی سے پورے علمأ دیوبند کے مدارس میں یہ خامی ہے کہ اپنے اکابر کے بنیادی علوم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ہے' اگر ہم مہتممین اس کی طرف توجہ دیں تو طلبأ کو بھی آگاہی ہو کہ یہ کون سی شخصیتیں ہیں ہر شخص علم کی دنیا کی ایک کائنات تھی۔ ان کے علوم کا مطالعہ اور اس سے استفادہ اب بھی وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

بہر حال تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اسی دارالعلوم دیوبند میں آپ کے شیخ المشائخ اور اس ادارہ کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ نے تعلیم حاصل کی جن کی صلاحیتیں زمانہ طالب علمی ہی میں اجاگر ہو گئی تھیں اس لئے تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ' حضرت شیخ الادب

مولانا اعزاز علیؒ اور دیگر اساتذہ کے اصرار پر انہیں وہاں تدریس کے فرائض انجام دینے کیلئے بلایا گیا۔ جہاں پر وہ معقولات کی کتب عالیہ اور اسکے ساتھ ساتھ احادیث کی کتابیں طحاوی شریف وغیرہ تقسیم ہند تک پڑھاتے رہے۔

دارالعلوم حقانیہ کی تکوینی تاسیس :

رمضان المبارک ۱۹۴۷ء میں حضرت شیخ الحدیث چھٹی گزارنے گھر تشریف لائے تو ۲۷ رمضان کو ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا راستے بند ہو گئے اور یہ تصور بھی نہ تھا کہ مستقل طور پر راستے بند ہوں گے۔ شوال ہی میں وہ طلباء جو دارالعلوم دیوبند راستہ بند ہونے کی وجہ سے نہ جاسکے حضرت کے پاس اس قصبے میں ہمارے گھر کے متصل مسجد میں جمع ہوئے اور سبق پڑھانے کا اصرار کیا۔ خود حضرت کا ادارہ قائم کرنے کا تصور بھی نہ تھا۔ یہ سب کچھ تکوینی ہوا اس طرح شوال ہی میں درس و تدریس کا آغاز ہوا گویا یہ پاکستان کے قیام کے بعد شوال ہی میں پورے پاکستان میں پہلا قائم ہونے والا مدرسہ تھا' دارالعلوم کراچی' جامعہ اشرفیہ لاہور اور دیگر تمام ادارے بعد میں قائم ہوئے۔ آٹھ دس افراد کو حضرت نے پڑھانا شروع کیا اللہ کو غیب سے یہ منظور تھا کہ دارالعلوم دیوبند جانے کا راستہ یہاں سے منقطع ہو گیا ہے اس لئے اس کی تحریک اور جدوجہد باقی رکھنے کے لئے یہاں ایک مرکز ضروری ہے سنٹرل ایشیاء اور افغانستان پر روس کا تسلط یہ سب کچھ اللہ کے علم میں تھا اور اس طریقے پر اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ایک چھاؤنی قائم کرنے کی صورت بنائی۔ دو تین مہینے بعد حضرت مولانا مدنیؒ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ جو کہ حکومت میں بہت بڑی شخصیت اور وزیر تعلیم تھے اور جنگ آزادی کے بانیوں میں سے تھے۔ ان دونوں حضرات نے بھرپور کوشش کی کہ حضرت اور ایک دو اور اساتذہ کو کسی طرح دارالعلوم دیوبند بلایا جائے اس سلسلے میں یہ طے ہوا کہ ان حضرات کو لاہور سے ایک فوجی جہاز کے ذریعے دہلی اتارا جائے۔ اور پھر وہاں سے بکتر بند گاڑی کے ذریعے دیوبند پہنچایا جائے۔ ان سب حالات اور واقعات کی خط و کتابت میرے پاس موجود ہے۔ ہمارے حضرت تو دیوبند پہنچنے کے لئے تڑپ رہے تھے لیکن میرے دادا مرحوم نے سختی سے اس بات کی مخالفت کی اور بتایا کہ میں فسادات اور خطرات میں آپ کو کسی طرح بھی اجازت نہیں دے سکتا جبکہ بچے بھی ساتھ ہوں جن کو لے جانے کا پروگرام تھا چونکہ ایسے حالات میں حضرت دادا مرحوم نے اجازت نہ دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح مجبور کر دیا کہ یہاں بیٹھ کر کام شروع کریں۔ اس سرزمین پر جہاد کا ایک تسلسل رہا ہے جس کو اکابرین دیوبند نے شروع کیا تھا۔ جہاد کا آغاز ڈیڑھ سو برس سے ہو گیا تھا برصغیر کی اور پاکستان کی آزادی اور پھر افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام یہ گھنٹوں' دنوں' مہینوں اور سالوں کی بات نہیں۔

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم ناز یک دانائے راز آید برون

تحریک جہاد سید احمد شہیدؒ :

یہ اکوڑہ خٹک آج آپ جہاں تشریف فرما ہیں ۱۸۳۰ء یعنی آج سے ۱۷۱ سال پہلے سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھیوں کا خون اسی علاقے میں بہا ہے۔ وہ ہندوستان سے افغانستان چلے تین چار سال کا لانگ مارچ تھا۔ افغانستان کی طرف یہ سارا سفر انگریز سے استخلاص وطن اور شریعت الٰہیہ کے قیام اور تنفیذ کیلئے تھا۔ یعنی افغانستان اس وقت سے ہی جدوجہد کا مرکز بن گیا تھا پھر یہ حضرات درہ بولان کے راستے سے افغانستان داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد وہاں سے یہاں (اکوڑہ خٹک) پہنچے تو اس سارے تین چار سال کے جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے اکوڑہ خٹک کی سرزمین کو جہاد کے لئے منتخب کیا۔ یہ پیچھے (دارالحدیث سے پیچھے مصری بانڈہ کی گھاٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا) وہ گھاٹی ہے جس کو سید صاحبؒ اور شہدأ نے گزرگاہ بنایا اور دریائے کابل جو کہ اسی گاؤں میں بہہ رہا ہے، کو عبور کیا۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ "سیرت سید احمد شہیدؒ" کی کتاب کے تدوین کے سلسلے میں یہاں بار بار آتے رہے ہیں۔ وہ مجھے اکثر جوانی کے زمانے کی باتیں بتایا کرتے تھے کہ اکوڑہ خٹک کے ایک چھوٹے سے قصبے میں میں اس زمانے میں کئی دنوں تک رہا، ایک دفعہ انہوں نے یہاں دارالعلوم حقانیہ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ (سید احمد شہیدؒ کا جہاد) ۵۰۰ برس بعد شریعت کے تمام مسلمہ اصولوں کے مطابق جہاد تھا یعنی بیچ میں پانچ سو سال کا انقطاع آیا تھا۔ اصول یہ ہیں کہ پہلے اسلام کی دعوت یا پھر جزیہ کی بات کرو اور پھر تلوار کی بہر حال حضرت سید احمد شہیدؒ نے پہلے یہاں اس علاقے میں خویشگی کے مقام پر پڑاؤ کیا اور کافی دنوں تک وہاں سے خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دی۔ اتمام حجت پر رات کو شب خون مارنے کیلئے دریائے کابل عبور کر کے حملہ کردیا۔ یہاں پر ان کا مقابلہ سردار رنجیت سنگھ کے بھائی سردار بدھ سنگھ سے ہوا جو کہ دس ہزار فوج کے ساتھ ایک قلعہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اس معرکے کی تفصیل بڑی لمبی ہے۔ سینکڑوں افراد اس میں شہید ہوئے، اسی اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ کے آس پاس ان ۷۰ شہداء کی قبریں بھی ہیں جن کی فہرست حضرت سید احمد شہیدؒ نے ہندوستان بھیجی تھی جو کہ بڑے بڑے امرا اور شہزادوں کی اولاد تھی اور ہندوستان کے مختلف زاویوں اور ریاستوں سے سید صاحبؒ کے ساتھ چلے تھے انہوں نے اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کردیا۔ جبکہ دیگر شہدأ تو پٹھان اور ان ہی علاقوں کے تھے جن کی فہرست نہیں بھیجی گئی وہ گوڈری شہزادے کے قصے بھی آپکے اسی اکوڑہ خٹک سے وابستہ ہیں سیرت سید احمد شہیدؒ میں جنگ اکوڑہ کا مستقل باب ہے۔ سید احمد شہید نے کہا کہ اکوڑہ خٹک کی رات ہمارے لئے لیلۃ الفرقان ہے پھر یہاں سے یہ جنگ شروع ہوئی اور ہوتے ہوتے بالا کوٹ تک پہنچی اور وہاں سید صاحب شہید ہوگئے لیکن یہ تحریک سو سال تک چلتی رہی۔

تحریک ریشمی رومال :

پھر اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کی ساری جدو جہد اور جنگ آزادی وغیرہ یہ سب ان ہی علاقوں سے وابستہ ہے حضرت شیخ الہند نے بھی ریشمی رومال کی تحریک میں افغانستان کو مرکز بنایا اور اس سلسلے میں حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور دیگر اکابر کو وہاں بھیجا لمبی تفصیل ہے تحریک کا راز فاش ہونے پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حضرت اسیر مالٹا مولانا عزیر گلؒ یہ سب قاہرہ اور مالٹا میں جو اس وقت پر تعیش جزیرہ ہے لیکن اس زمانہ میں لق ودق صحرا دریائے شور اور کالا پانی کے درمیان ایک الگ تھلگ جزیرہ تھا قید ہوئے۔ وہ داستانیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ ہمارے اکابر نے کیا کچھ کیا ؟

حضرت شیخ الہند کی آہ وبکا وزاری اور قرآن کے ترجمے وہ سارے حالات حضرت شیخ الاسلام کے سفرنامہ اسیر مالٹا میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔ حاجی صاحب ترنگزئی کا جہاد اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے آج یہ لوگ بڑے بڑے دعوی کرتے ہیں کہ علماً نے کیا کیا حالانکہ خان عبد الغفار خان مرحوم نے مجھے ایک رات پوری تفصیل لکھوائی کہ ہمیں جہاد وآزادی کا کچھ پتہ نہ تھا ہمیں حضرت شیخ الہند نے یہ راستہ دکھایا اس نے کہا کہ میں ریشمی رومال کی تحریک کا ایک ممبر ہوں میں نے کہا کہ کیسے آپ یہ سب پروگرام سمجھ لیتے تھے تو کہا کہ حضرت شیخ الہند گاڑی میں کسی جگہ کا ٹکٹ لے لیتے تھے اور میں دوسری جگہ کا ٹکٹ لے لیتا تھا اس طرح حضرت شیخ الہند دوران سفر مجھے ہدایات دیتے تھے تو حضرت شیخ الہند نے ان کو راہ حق پر لگایا ورنہ جب روس آیا تو پھر ان کا روسی استعمار کے مقابلہ میں کوئی جذبہ حریت نہ تھا۔

آزادی کی جنگ تو علماً دیوبند کی ہدایات اور تعلیمات سے لڑی گئی ہے اور پھر اسی جگہ جہاں شہدا کا خون اکوڑہ خٹک کی سرزمین پر گرا تھا وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک ادارہ (دار العلوم حقانیہ) قائم کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سید ین شہیدین کے ساتھیوں کا خون ہے جو یہاں رنگ لایا‘ جذب ہوا اور پھر نکلا اب افغانستان کو اس خون کی ضرورت ہے۔ سید احمد شہید کو اللہ نے ایک عجیب شان دی تھی کہ جہاں سے وہ گزرتے تھے وہاں نور کی روشنی اور ایک لکیر چھوڑ گئے۔

دیوبند میں علم کی خوشبو :

اس وقت دیوبند (قصبہ) میں دار العلوم نہ تھا۔ آج دار العلوم دیوبند جہاں قائم ہے اس جگہ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر تھا۔ شہر کا سارا گند وبلا لوگ وہاں ڈالتے تھے دیوبند سے گزرتے ہوئے حضرت سید احمد شہید نے اپنے قافلے کے ساتھ وہاں قیام کرنا چاہا تو ساتھیوں نے کہا کہ یہ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ہے ذرا صاف جگہ میں پڑاؤ

کر لیتے ہیں سید احمد شہیدؒ نے کہا کہ نہیں یہیں پر ٹھہرنا ہے۔ اس سرزمین سے مجھے علم کی خوشبو آرہی ہے یہ ۱۸۲۵ اور ۱۸۳۰ کے درمیان فرمایا تھا۔ حضرت کو بصیرت و فراست سے یہ معلوم ہورہا تھا پھر اس سرزمین اکوڑہ خٹک میں تو ان مجاہدین کا خون پسینہ بہا ہے۔ یہاں پر شیدو (جو کہ اکوڑہ خٹک سے دو میل پر ہے) میں ایک لاکھ افراد کا معرکہ ہوا تھا مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جس میں سید شہید کو سازش سے زہر دیا گیا تھا۔

بہر حال آج افغانستان میں جو اسلامی حکومت علی رغم الیہود والنصاری قائم ہے پورا عالم کفر اسلامی نظام کے خلاف ایک ہو چکا ہے کہ اسے چلنے نہیں دیں گے لیکن الحمدللہ اسلامی نظام وہاں قائم ہے اور طالبان اس پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی لچک اور نرمی نہیں مانتے ہیں تو یہ دو سو برس کی مسلسل دیوبند اور انؒ کے اکابر کی جدوجہد اور ان کی ساری محنتوں کا نتیجہ ہے۔

الحمدللہ یہ بھی آج اسی دیوبند کا فیضان ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے ذریعہ ماسکو تک یہ موجیں پہنچ گئیں اور لینن و کارل مارکس کے مجسمے جہاد نے چور چور کر کے رکھ دیئے اور افغانستان میں آپکے ہزاروں حقانی علماً نے ۲۰ سال کے دوران قربانیاں دیں اور اس وقت بھی تحریک طالبان میں ۹۰% آپ کے حقانیین بر سر اقتدار ہیں اور انکے جو دیگر ساتھی ہیں وہ بھی ہماری اولاد ہیں کیونکہ پھر اسی حقانیہ کے فضلأ نے پورے ملک اور افغانستان تک مدارس کا ایک جال پھیلا دیا ہے۔

افغانستان میں دو سو برس کی قربانیوں کا ظہور :

افغانستان میں ۲۰۰ برس کی محنتوں کے بعد اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے۔ اسلئے ہم کہتے ہیں کہ اس اسلامی نظام کا تحفظ پوری امت کا فریضہ ہے۔ تمام علمأ کو اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ وہاں دو صدیوں کی قربانیوں کا ظہور ہو رہا ہے اگر کفر نے اس شمع کو ابتدا میں بجھا دیا تو پھر شاید اگلے کئی صدیوں تک دوبارہ یہ ساری صورتحال پیدا نہ ہو۔ یریدون لیطفئو نوراللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکفرون۔

نور خدا کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ہمارے لئے انتہائی سعادت اور خوشی کی بات ہے کہ آج دارالعلوم دیوبند کا عظیم اور موقر وفد یہاں پر تشریف لایا ہے۔ ماں کی گود میں بچے کو جو سکون ملتا ہے آج گویا ان کے آنے کی وجہ سے مادر علمی (دارالعلوم دیوبند) کی نسبت سے اتنی خوشی اور سکون محسوس ہو رہا ہے۔

خطاب جانشین شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ امیر جمعیت علمائے ہند

(امام اعظم اور علم حدیث)

الحمدلله نحمده ونستيعنه و نستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ باالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله وفلا مضل له ومن يظله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمداً عبده رسوله صلى الله تعالى عليه وعلى الروصحبة وبارك وسلم

اطاعت الٰہی مع اطاعت رسول اللہ ﷺ :

اطاعت الٰہی جس طرح اللہ کے حکم سے فرض ہے بعینہ اسی طرح اطاعت رسول ﷺ بھی فرض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا جگہ جگہ حکم دیا ہے۔

اطيعو الله ورسوله حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا۔ اطيعوالله واطيعو الرسول حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی مراد۔ مااتكم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهو اور رسول تم کو جو کچھ دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے تم کو روک دیں تو تم اس سے رک جایا کرو۔ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم تو کہہ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں سے یہ حکم ثابت ہے۔

منکرین حدیث :

منکر حدیث منکر قرآن ہے اور منکر قرآن و منکر حدیث میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح قرآن کریم میں حکم الٰہی کو ماننا فرض قرار دیا گیا ہے بعینہ اسی طرح قرآن میں نبی کی اطاعت بھی فرض عین قرار دی گئی ہے اب جو لوگ حدیث کے منکر ہیں وہ اللہ اور قرآن کے بھی منکر ہیں اور وہ ایمان سے خارج ہیں گمراہ لوگ آج دنیا میں گمراہی پھیلا کر اسلام سے دور کرنے کی سازشیں کرتے پھر رہے ہیں اور پیسے کے ذریعے ایمان خرید کر بے ایمان بنانے کی سازش اور گمراہی دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

اہل قرآن فرقہ :

اتفاق سے ہمارے ہاں اہل قرآن فرقے کا ایک نوجوان گورنمنٹ نے پکڑا تو پانچ کروڑ روپے لے کر باہر سے آرہا تھا' بے خبر سکول' کالج اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں کو پیسوں سے خریدا جاتا ہے اور اسلام میں قسم قسم کے فتنے پیدا کئے جارہے ہیں اہل قرآن نامی فرقہ دراصل ایمان کے خلاف ایک بڑا فتنہ اور منکر قرآن ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ ہر مسلمان کو اللہ اور رسولؐ کی اتباع کرنی چاہیے۔ اس اتباع کے لئے لوگوں نے مختلف طریقے اختیار کئے ہیں اور ہم لوگ حضور اقدسؐ کی اتباع کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے فتوے رائے اور طریقے کو زیادہ انسب اور مناسب سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔

فضائل اہل حنیفہ :

اسلئے کہ امام ابو حنیفہؒ تابعی ہیں اور جس طرح امام بخاری' امام مسلم اور دیگر محدثین حفاظ حدیث ہیں اسی طرح امام صاحبؒ بھی حافظ حدیث ہیں جبکہ دنیا کا کوئی محدث اور کوئی فقیہ امام صاحبؒ کی طرح حافظ حدیث نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان کو جرح و تعدیل کا امام بنایا جو ہر حافظ حدیث اور محدث نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ نے امام ابو حنیفہؒ کو یہ مزیت دی ہے کہ آپ جہاں پر رہتے تھے وہاں حرمین سے زیادہ اجل صحابہ تھے۔ آپ صحابہ کرامؓ کی گودوں میں پلے بڑھے اور حضورؐ کی پوری حیات مبارکہ کو سمجھا' جانا اور پورے عالم میں سب سے زیادہ فقیہ (امام اعظم) نے اپنے تفقہ سے اس کو سارے عالم میں پھیلا کر دین کی ھدایت کی۔

تابعیت امام اعظم :

امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں اور ایک قول کے مطابق ۶۰ھ میں دنیا میں پیدا ہوئے اگر ۸۰ھ میں بھی مانا جائے جو کہ متفق علیہ قول ہے تو امام صاحبؒ حضور ﷺ کے وصال کے ۷۰ سال بعد دنیا میں پیدا ہوئے اور صحابہ کرامؓ ۱۱۰ھ تک دنیا میں زندہ رہے تو اس طرح امام صاحب کو ۳۰ برس صحابہ کے وجود کے دنیا میں ملے اور ان کا شہر اجل صحابہ کا حرمین سے بڑا مرکز تھا امام صاحبؒ کو متعین طور پر اصحاب رسولؐ کے ساتھ شرف تلمذ حاصل رہا ہے اور ان سے احادیث حاصل کیں۔ کم از کم حضرت انس بن مالکؓ کا نام واضح طور پر متعین ہے اور ان کے علاوہ اور صحابہ کرام سے بھی ان کا اخذ ثابت ہے۔ دین کو امام صاحب نے اپنے تفقہ' دلچسپی' محنت' ورع و تقویٰ' توجہ اور انہماک کے ساتھ دنیا میں پھیلایا۔

نبوی پیشن گوئی :

نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی ہے کہ فارس کے نوجوانوں میں ایک شخص ایسا ہوگا کہ اگر دین ثریا میں بھی ہو تو وہ اسے حاصل کرے گا۔ پوری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسکا مصداق امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔ ایک

واسطہ یا دو واسطوں سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

الصحابة كلهم عدول اہلسنت والجماعۃ کا متفقہ مسلک ہے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف قرآن میں کر دی جس کی تعریف قرآن میں آگئی وہ نص قطعی سے ثابت ہو گیا پھر اس میں کوئی بحث اور غور نہیں کیا جاسکتا اور اگر کوئی کرتا ہے تو ایمان سے خارج ہونے اور گمراہی کو دعوت دیتا ہے۔ قرآن کے بعد دنیا میں کوئی اونچی چیز نہیں آئی لہذا قرآن کے نص قطعی کو کوئی عبور کر کے نہیں جاسکتا۔ اس کو ماننا پڑے گا اللہ نے قرآن میں صحابہ کرام کے متعلق فرمایا کہ رضي الله عنهم و رضوعنه اللہ ان سے راضی ہے اور وہ (صحابہ) سے راضی اولیك هم الراشدون فضلاً من الله و نعمة وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر اللہ کے فضل اور احسان سے اور فان امنو بمثل ماامنتم به فقدا اهتدوا سو اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح تم ایمان لائے ہدایت پائی انہوں نے بھی۔ اس طرح ایمان کے لئے حضور ﷺ کے صحابہ کو معیار قرار دیا گیا جو ایمان کے لئے معیار ہو عمل کیلئے کیوں نہیں ہونگے۔ صحابہ کرام کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا الله الله فی اصحابی لاتتخذوهم من بعدی غرضا فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو ھدف ملامت اور تنقید و تبصرہ مت بناؤ یعنی ایسی حرکت کو حرام قرار دیا گیا اور بتایا گیا جس نے میرے صحابہ سے محبت کی میری محبت سے جس نے میرے صحابہ سے دشمنی کی میری دشمنی سے تو صحابی سے دشمنی حضور ﷺ سے دشمنی ہو گئی، صحابہ سے محبت حضورؐ سے محبت ہو گئی لہذا وہ تنقید و تبصرہ سے بالاتر ہیں۔ قرآن و حدیث ماننے والا یہ ایمان کھو دینے والی حرکت نہیں کر سکتا۔ تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے براہ راست امام صاحب نے حضور ﷺ کی حیات، اعمال، اقوال اور احوال کو حاصل کیا اور پھر اپنے تفقہ سے اس سے دین کا استنباط کر کے لوگوں کو اس کی رہنمائی کی۔ جو لوگ دو، ڈھائی سو برس یا پانچ سو برس کے بعد آئے ہیں ان کا قول روایت تنقید و تبصرہ اخذ و ترک امام صاحب کیلئے حجت نہیں اور امام صاحب کا علم تمام عالم کے لئے حجت ہے اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ دو واسطوں سے ایک تابعی اور ایک صحابی کے واسطہ سے امام صاحبؒ حضور ﷺ سے اخذ کرتے ہیں۔ چار ہزار ایسے تابعین سے امام صاحب نے علم حاصل کیا جنہوں نے صحابہ سے حضورؐ کی نماز، روزے، احوال و اقوال خود سنے تھے۔ امام صاحب ان کے تدین تفقہ، علم و ورع، سب سے پوری طرح واقف اور خوب مطمئن ہو کر روایت حاصل کرتے ہیں یا خود صحابی سے یا تابعی سے روایت نقل کرتے ہیں۔ اسلئے امام صاحب کے علم میں کسی قسم کی بحث نہیں کی جاسکتی ہے۔ جبکہ سو ڈیڑھ دو سو برس بعد، شیعیت، خارجیت، اعتزال اور دوسرے بے شمار قسم کے فتن عقیدوں اور اعمال میں پیدا ہوئے لہذا ان تمام فتن میں ملوث لوگوں کا کہیں بھی نام آئے تو ایسی احادیث کو ائمہ حدیث ترک کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بڑی بڑی مضبوط

قولی و فعلی حدیثیں جن کو امام صاحب نے بالکل مشہور و متواتر کی طرح یقینی ہونے کی بنا پر اختیار کیا تھا بعد کے ائمہ حدیث کیلئے وہ ضعیف ہو گئیں جن کو انہوں نے پھر چھوڑ دیا تو اس لئے امام صاحب کا مسلک اور علم حجت ہے اور کسی دوسرے شخص کی حجت نہیں ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عبادت زہد و تقویٰ :

امام صاحب زہد و تقویٰ میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ۱۶ برس کی عمر سے حج شروع کیا اور مسلسل چالیس حج کئے۔ امام صاحبؒ نے عشاء کے وضوء سے چالیس برس تک فجر کی نماز پڑھی۔ امام صاحبؒ علم و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ امام صاحب کے صاحبزادے نقل کرتے ہیں کہ جب عشاء کے بعد وہ گھر تشریف لاتے تو نوافل شروع کر دیتے اس دوران شدت بکاء کی یہ حالت ہوتی کہ پڑوسیوں کو ان کی حالت پر ترس آتا تھا۔ ہر رات سارا قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور اس دوران اللہ کے دربار میں بے اختیار تڑپ تڑپ کر روتے ہوئے اللہ سے رحم طلب کرتے تھے اور یہ معمول امام صاحبؒ کا رمضان میں ڈبل ہو جاتا تھا یعنی ایک قرآن ہمیشہ رات بھر میں ختم کرتے اور رمضان میں ایک قرآن دن میں بھی ختم فرماتے تھے۔ اس طرح پورے مہینے میں ۶۰ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

امام صاحبؒ کو ستانے کیلئے ایک شخص آیا اور ان کی بوڑھی ماں کے بارے میں کہا کہ میں آپ کی والدہ کے ساتھ نکاح کرنے آیا ہوں۔ سو آپ اس کا خطبہ دینے کے لئے آجایئے۔ امام صاحبؒ نے کہا کہ شرعاً جائز ہے میں جا کر اپنی ماں سے پوچھ آتا ہوں اگر وہ تیار ہو جائے۔ تو گھر گئے اور اپنی ماں سے پوچھا کہ والدہ صاحبہ ایک شخص آیا ہے فلاں فلاں نام کا۔ ساری تفصیل بتا دی اور وہ کہتا ہے کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ امام صاحبؒ کی والدہ نے جواب میں کہا کہ میں بوڑھی عورت ہوں میں کہاں نکاح کروں گی۔ بہر حال امام صاحبؒ نے شرعی صورت ہونے کی بنا پر کسی قسم کی ناگواری ظاہر نہ کی۔ آج اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو ڈنڈے اٹھا کر خوب مارتے۔

امام صاحبؒ کو ایک دفعہ بتایا گیا کہ ان کے شہر میں کچھ لوگوں نے بکریاں چرائی ہیں اور وہ شہر کی بکریوں میں مل گئیں ہیں۔ جیسے ہی معلوم ہوا کہ چرائی ہوئی اور خریدی ہوئی بکریوں میں تمیز نہیں ہوتی تو چرواہوں سے معلوم کیا کہ عادتاً بکری کتنے دنوں تک زندہ رہتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عموماً ۷ برس۔ تو امام صاحبؒ نے اپنے شہر میں اس دن سے ۷ برس تک بکری کا گوشت استعمال نہیں کیا۔ حالانکہ فتویٰ یہ نہیں ہے لیکن انہوں نے اپنے اعتبار سے یہ احتیاط کی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نوالہ چوری کے سالن کا میرے پیٹ میں چلا جائے۔

اللہ نے امام صاحبؒ کو بڑے فضائل سے نوازا اور تابعیت جیسی بڑی نسبت عطا فرمائی تھی۔ حقیقت میں اتباع سنت کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے احناف کو عطاء فرمائی ہے حنفیت کے تمام مسائل سنت رسول اللہ ﷺ پر

مبنی ہیں یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کو اکثر اختیار کیا جاتا ہے۔ آپ حضرات کو مطمئن ہو کر جرأت و ہمت کے ساتھ اس موضوع پر بات کرنی چاہیے۔ ان شاء اللہ آئندہ دو مہینوں میں ایسی لٹریچر اور کتابیں آجائیں گی جس میں حنفیت کا ہر مسئلہ سنت سے ثابت کیا جائے گا اور وہ لٹریچر ہم یہاں پہنچانے کی کوشش کریں گے اور اگر اس سلسلے میں کچھ حضرات ۲۔ ۳ مئی کو دہلی آسکے تو وہ خود لے کر یہاں آجائیں گے۔

افسوس کہ آج امام ابو حنیفہؒ کے ذریعے سے اتباع سنت کو شرک کہا جارہا ہے مثلاً وابتغو الیه الوسیله یعنی توسل قرآن سے ثابت ہے۔ اس کی غلط غلط تفسیریں بیشمار قیودات اپنی طرف سے بڑھا کر کئے جاتے ہیں اور قرآن کے مطلق حکم کو توڑ مروڑ کر اور توسل کو حرام قرار دے کر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ کتنی بڑی جہالت ہے کہ قرآن کا مطلق حکم قیودات سے مقید کر کے حرام بتایا جائے اس لئے آپ حضرات کو اتباع سنت کے لئے حنفیت کو قابل فخر اور صحیح طریقہ مان کر عمل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم و عمل اور اخلاص وللھیت کی توفیق عطا فرمائے اور تمام شرور وفتن سے بچا کر صحیح راستے پر چلائے۔ امین

مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمان مدظلہ
کے دار العلوم حقانیہ کے بارے میں پاکیزہ تاثرات و جذبات

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم .

حضرات اساتذہ کرام اور طلباء عزیز میرے لئے انتہائی خوشی اور مسرت کا موقع ہے کہ آج مجھے یہاں دار العلوم حقانیہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جب ہندوستان سے یہاں آنے کا پروگرام بن رہا تھا تو اسی وقت سے ذہن میں یہ بات تھی کہ کانفرنس سے فراغت کے بعد سر فہرست دار العلوم حقانیہ میں حاضری دینی ہے افسوس کہ کل میں اپنی علالت اور ڈاکٹر صاحبان سے وقت لینے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ اپنی اس تمنا اور خواہش کو مجھے پورا کرنا ہی تھا۔

عظیم درسی خدمات :

آج اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے یہاں پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور میں آپ حضرات کے درمیان میں موجود ہوں دار العلوم حقانیہ کے بانی حضرت مولانا عبدالحقؒ دار العلوم دیوبند کے جلیل القدر فاضل اور مدرس تھے۔ انہوں نے دار العلوم دیوبند میں بڑی عظیم درسی خدمات انجام دی تقسیم ہند کے بعد یہاں آنے پر دار العلوم دیوبند کی شاخ کے طور پر دار العلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی۔

شجرہ طوبیٰ :

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو شاخ انہوں نے قائم کی تھی آج وہ شجرہ طوبیٰ کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند کی ہمسری کررہی ہے اس طرح ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند اور پاکستان و قرب وجوار کے ممالک میں دارالعلوم حقانیہ فیض پہنچارہا ہے انتہائی مسرت ہے کہ دارالعلوم کے ایک فاضل نے اتنی عظیم خدمت سرانجام دی۔ آج مولانا سمیع الحق صاحب ان کے جانشین کی حیثیت سے اس نظام کو چلارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی کو قبول فرماکر مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور طلباء عزیز کو علوم دینیہ کی دولت سے مالامال فرماکر انہیں دین کی حفاظت واشاعت اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے قبول فرمائے۔ اس وقت سفر بھی میرا اختیاری نہیں ہے اس لئے مجھے افسوس ہے کہ یہاں ٹھہر نہیں سکتا اگر عوارض نہ ہوتے تو یہاں پر دو تین روز ضرور ٹھہر جاتا (طلباً کے اصرار پر اُنہوں نے طلباً کو یہ نصیحت فرمائی)

علم کے ساتھ عمل :

علم کے ساتھ عمل صالح نہایت ضروری ہے علم اگر ہو اور عمل نہ ہو تو مسلمان کے لئے اس علم کی کوئی حیثیت نہیں ہے علم ہے ہی اس لئے کہ اس پر عمل ہو اللہ اعمال صالحہ کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت عطا فرمائے۔ اور جس مقصد کے لئے طلبا عزیز اپنا وقت عزیز صرف کررہے ہیں یہ ان کے عمر کا جوہری حصہ ہے اسے کار آمد بنانے کے لئے شب و روز محنت کرنی چاہیے تاکہ علوم حاصل ہوں اور اپنی مصروفیات کو مشغولیات کو اسی حد تک (علم) محدود رکھو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ استعداد عطا فرمائے اور اللہ اپنا فضل وکرم شامل حال رکھے۔ جی نہیں چاہتا ایسا لگتا ہے کہ اپنے دارالعلوم میں آگئے ہیں لیکن مجبوری ہے جانا ہے ورنہ طبیعت کا تقاضا تو یہی تھا کہ میں یہاں رہوں کچھ وقت گزاروں اور سیر ابی ہو مگر افسوس کہ جانے کیلئے مجبور ہیں۔

خطاب حضرت مولانا قاری محمد عثمان مدظلہ

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

محترم حضرات' اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ اس وقت ہم اور آپ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہیں تعلیم و تعلم کی نسبت سے یہاں کچھ باتیں اور گفتگو کرنے کی نوبت ان شاء اللہ آئے گی اور ابھی ہمارے مرشد و مربی حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم عنقریب یہاں پہنچنے والے ہیں کوئی لمبی گفتگو نہ کرکے اتنی

بات اس وقت عرض کرنی ہے کہ محض ان کتابوں سے جو علم ہم حاصل کرتے ہیں اسے کافی نہ سمجھا جائے۔

باطنی اصلاح :

ہمارے اکابر رحمھم اللہ نے تمام ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد باطنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دی ہے اس میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی قدس سرہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی مثال پیش کی جائے گی جن کے علم وتفقہ 'مہارت فنی کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے آپ جانتے ہیں کہ یہ حضرات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہیں جو علوم رسمیہ کے پورے عالم بھی نہیں تھے کافیہ تک اور مشکوٰۃ کا کچھ حصہ پڑھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم لدنیہ عطا فرمائے تھے۔ بیعت اور اس طرح مرشد سے تعلق قائم رکھنے کا مقصد اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ نے حضرت گنگوہیؒ کو مکہ سے خط لکھا کہ مولوی رشید احمد صاحب بہت دن ہوگئے آپ نے اپنے حالات لکھ کر نہیں بھیجے' بیعت ہو چکی تھی بڑے عالم اور محدث ہیں لیکن پیر و مرشد مرید کے نام خط لکھ رہے ہیں کہ آپ نے اپنے حالات لکھ کر نہیں بھیجے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اس خط کا جو جواب دیا ہے وہ ہم سب کیلئے سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے جواب میں لکھا کہ حضرت! بار بار خط لکھنے اور حالات لکھ کر بھیجنے کا سوچتا تھا لیکن پھر یہ خیال دامن گیر ہوتا کہ میرا کیا حال ہے اور کیا لکھوں لیکن حضرت کا خط آیا ہے' حکم ہے' اس لئے اس کی تعمیل کر رہا ہوں

امور شرعیہ امور طبعیہ بن گئے :

پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت کے ساتھ تعلق ہو جانے کے بعد بیعت واصلاح کا یہ اثر ہوا ہے کہ امور شرعیہ امور طبعیہ بن گئے ہیں یعنی جو شرعی احکام ہیں ان کے ادا کرنے کیلئے کسی کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے انسان کو کوئی بشری حاجت پیش آتی ہے اور اس کا تقاضا ہوتا ہے اور اسے بلا تکلف ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح امور شرعیہ امور طبعیہ بن گئے ہیں۔

تطبیق آیات :

دوسری بات جواب میں یہ تحریر فرمائی کہ حضرت کے ساتھ تعلق ہو جانے کے بعد قرآن کریم کی ایک آیت کا دوسری آیت سے کبھی بھی کسی قسم کا ٹکراؤ محسوس نہیں ہوتا ہے اور آیت کریمہ کا کسی حدیث پاک سے بھی ٹکراؤ محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہر آیت اور ہر حدیث پاک اپنی اپنی جگہ پر اور اپنے اپنے مورد پر واقع ہونے والی محسوس ہوتی ہے اور اب کوئی تعارض ہی محسوس نہیں ہوتا۔

مادح اور ذام برابر　تیسری بات یہ تحریر فرمائی کہ حضرت کے ساتھ بیعت ہو جانے کے بعد مادح (تعریف کرنے والا) اور ذام (برا کہنے والا) میری نظر میں دونوں برابر ہوگئے کوئی میرے سامنے میری خوب تعریف

کرے میرا نفس پھولتا نہیں اور اگر کوئی مجھے برا بھلا کہتا ہے تو مجھے غصہ نہیں آتا۔ یہ تینوں باتیں بظاہر چھوٹی محسوس ہوتی ہیں لیکن ہر ایک کے اندر اپنا اپنا کمال ہے۔

کمال تواضع

کمال تواضع اور اس قدر فروتنی ہے کہ کوئی تعریف کر رہا ہے یہ ہے مادح اور ذام نظر میں برابر ہو جائے ہے تو انسان خود محسوس کرے کہ اسے (مادح کو) کیا پتہ میں کیسا ہوں یہ تو اپنے ظاہری حال کے مطابق کہہ رہا ہے۔　ع　من آنم کہ من دانم

اور جو اس کی برائی بیان کر رہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تو اس سے بھی زیادہ برا ہوں جو یہ کہہ رہا ہے۔

کمال علم

اور تطبیق آیات کے اندر پیدا ہو جائے اس کے ذہن میں آیات کریمہ، احادیث مبارکہ میں تعارض محسوس نہ ہو یہ کمال علم ہے جب علم ناقص ہوتا ہے اور علم میں قصور ہوتا ہے تو ایک آیت کا مضمون دوسری آیت کے مضمون سے ٹکراتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اگر ہر آیت کا صحیح محمل اور صحیح شان نزول معلوم ہو تو پھر ایک آیت دوسری آیت سے نہیں ٹکرائے گی اسی طریقے پر جب ہر حدیث کے ورود کا محل اور اس کا مقام و مرتبہ اور حیثیت معلوم ہوگی تو کبھی اس طریقے پر تعارض محسوس نہ ہوگا۔ یہی حال آیت کریمہ اور حدیث پاک میں ہوگا یعنی کبھی انکے مابین بھی تعارض محسوس نہ ہوگا۔

کمال عمل :

اور جس بات کو میں نے پہلے نمبر پر عرض کیا تھا وہ ہے کمال عمل کہ شرعی احکام پر عمل کرنے کیلئے طبیعت کے اندر تقاضا پیدا ہو رہا ہے اسلئے ہمارے ان مدارس میں اور خصوصاً دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھنے والے مدارس میں یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور چلنی بھی چاہئیں۔ ظاہری علوم کے اندر مکمل مہارت علمیہ اور پوری استعداد ہونی چاہیے۔ لیکن اس کو کافی سمجھ کر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی جائے یہ ہمارے اکابر کے راستے سے ہٹا ہوا راستہ ہے۔ انہوں نے دونوں چیزوں کو جمع کیا ہے اور جس مقصد کیلئے جمع کیا ہے وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیا کہ یہ ہماری اور آپ کی ضرورت کی چیزیں ہیں ہمیں کمال علم بھی پیدا کرنا ہے اور کمال عمل بھی پیدا کرنا ہے اور کمال تواضع بھی اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور یہی ہمارے مدرسوں کا اوڑھنا بچھونا ہے اور اسی مقصد کیلئے ہماری یہ ساری محنتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں (امین)

خطاب حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہ

استاد حدیث دار العلوم دیوبند

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین اما بعد مجھے کوئی تقریر نہیں کرنی ہے میرا ایک تاثر ہے مجھے وہ مختصر طور پر عرض کرنا ہے۔

دار العلوم کی بنیاد اور منہاج

دار العلوم دیوبند کی بنیاد اور اس کا منہاج ماانا علیه واصحابی پر ہے دار العلوم دیوبند میں علم حقیقی شرعی کے ساتھ عمل میں نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع کا پرچار ہوتا ہے۔ اس اتباع سنت کے طفیل اللہ تعالیٰ انسان کو بعض اوقات ایسی سنت پر عمل کرنے کا موقع دے دیتا ہے جس کا تحقق اور وجود مشکل ہوتا ہے۔

اصحاب صفہ کا طریق:

نبی کریمؐ کے زمانے میں تعلیم و تعلم کا جو مشہور طریقہ رائج تھا وہ اصحاب صفہ کا طریق تھا۔ مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا داخلہ مدرسہ اصحاب صفہ میں ہوتا تھا۔ اصحاب صفہ بیک وقت تین کام سرانجام دیتے تھے۔

(۱) علم بھی حاصل کرتے تھے (۲) دعوت و تبلیغ کا کام بھی کرتے تھے (۳) دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت اعلاً کلمۃ اللہ کے لئے جہاد بھی کرتے تھے۔

موجودہ دور میں یہ سب باتیں اکٹھی جمع ہونی دشوار اور مشکل معلوم ہوتی تھیں لیکن یہاں آکر دیکھنے سے دل میں یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ یہ طریق وہی طریق ہے جو اصحاب صفہ کا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اتباع سنت کی برکت سے یہ صورت عطا فرمائی ہے۔

اس کے بعد دوسری چیز حدیث کی کتاب میں برکت کیلئے کچھ پڑھنے اور اجازہ دینے کا ہے تو تمام اصول حدیث کی کتابوں میں آداب علم حدیث کے اندر یہ بات اپنی جگہ پر لکھی جاتی ہے کہ جب کوئی بڑا موجود ہو تو اس کی موجودگی میں چھوٹا کوئی تعلیم کا کام نہ کرے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اعظمی مدظلہ کی طبیعت خراب تھی۔ وہ پہلے نہیں آئے تھے اسلئے مجھے قرأت حدیث اور اجازہ دینے کا کہا گیا۔ لیکن اب آپکی وجہ سے تکلیف کر کے تشریف لے آئے ہیں لہذا اب وہی برکت کیلئے قرأت حدیث کریں گے اور وہ آپ کو کچھ نصیحت فرمائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالحق اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کا درس اور طلباؑ کو حدیث کی اجازت

حضرت مولانا عبدالحق اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے بخاری شریف کی ابتدائی حدیث کی تلاوت کے بعد طلباؑ و اساتذہ کو اجازۃ حدیث مرحمت فرمائی اور پھر فرمایا:

"یہ کتاب جس کی پہلی حدیث میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ حدیث ان چار احادیث میں سے ہے جس کے بارے میں صاحب مفتاح السعادہ نے 'امام ابو داوُدؒ سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام احادیث مبارکہ پانچ لاکھ ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک چھ لاکھ ہیں۔ ان پانچ لاکھ احادیث سے میں نے اپنی کتاب "ابو داوُد شریف" کا انتخاب کیا اور پھر میں نے اس اپنی کتاب سے چار احادیث کا جن میں نبی کریمؐ نے پورے دین کو اجمالی طور پر بیان کر دیا ہے منتخب کیا۔ انہی چار احادیث میں سے ایک یہ (انما الاعمال بالنیات) کی حدیث بھی ہے جو کہ آپ کے سامنے ابھی تلاوت کی گئی ہے نہایت اہمیت کی حامل حدیث ہے جس کی وجہ سے مصنفین حضرات اس حدیث کو اپنی کتاب کا افتتاحیہ قرار دیتے ہیں اس حدیث پر مجھے کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے حضرت فدائے ملت (مولانا اسعد مدنی مدظلہ) تشریف لا چکے ہیں' اصل بیان ان کا ہوگا مجھے بتایا گیا کہ حدیث پڑھ کر اجازت دے دو۔

سلسلہ سند :

میں نے بخاری شریف کا شروع سے لے اخیر تک الحمدللہ کوئی سبق ناغہ نہیں کیا میں یہ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد اور مدنی نور اللہ مرقدہ وبرد مضجعه سے پڑھی ہے اور شروع سے اخیر تک ان ہی سے پڑھی ہے کوئی سبق میں نے کسی دوسرے کے ہاں نہیں پڑھا۔ حضرت مدنیؒ نے ہم لوگوں کو اجازت دی معمول یہ ہوتا تھا کہ جس روز یہ کتاب ختم ہوتی تھی اس موقع پر حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہ تشریف لے آتے تھے اسی دستور کے مطابق اس وقت بھی تشریف لے آئے لڑکوں نے ان سے بھی درخواست کی کہ حضرت آپ بھی اجازت دیں حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر حضرت (مدنی) ہم کو اجازت دے دیں تو ہم بھی اجازت دے دیں گے اس پر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ ہم نے کتنی بار آپ کو اجازت دی ہے اسی مجلس میں حضرت مولانا سید

فخر الدین صاحبؒ سے بھی اجازت حاصل ہوئی، حضرت مدنیؒ کو حدیث کی اجازت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے حاصل تھی اور حضرت شیخ الہندؒ کو اجازت حدیث اپنے دو اساتذہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حاصل تھی۔ ان دونوں بزرگوں کو اجازتِ حدیث حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ سے حاصل تھی اور ان کو حدیث کی اجازت حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے نواسے ہیں ان سے حاصل تھی اور ان کو اپنے نانا جان حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے اجازت حاصل تھی اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کو اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ سے اجازت حدیث حاصل تھی۔ باقی پوری سند حضور ﷺ تک ان کی کتاب "المھمات" میں اور دیگر سند کی کتابوں میں موجود ہے وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اگر پرانی ترمذی ہو تو اس کی پیشانی پر بھی سند نقل ہے یہ اس کتاب کی اور تمام اصول کی اجازت حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کی خصوصی سند جو کہ ان کے طلباً جانتے ہیں سے مجھ کو حاصل ہے۔ میں آپ حضرات کو بغیر اس حدیث پر کچھ کہے انہی شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ ہمارے اکابر اور مشائخ اجازت دیا کرتے تھے اجازت دیتا ہوں۔ میں آپ کے درمیان اور حضرت فدائے ملت (مولانا اسعد مدنی مدظلہ) کے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتا میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ علم حدیث کی برکات سے ہم سب لوگوں کو مالا مال فرمائے اور ہمیں اس پر عمل کرنے کو توفیق مرحمت فرمائے۔

علم عمل کی آواز دیتا ہے:

صرف ایک بات میں عرض کر دیتا ہوں مسلسلات میں ایک حدیث ہے کہ علم عمل کی آواز دیتا ہے۔ علم چاہتا ہے کہ عمل کیا جائے۔ فان اجاب والا فرتحل اگر آپ نے عمل کرکے جواب دے دیا تو وہ علم باقی رہے گا اور اگر آپ نے عمل نہیں کیا تو وہ علم سلب ہو جائے گا یعنی آپ کے پاس نہیں رہے گا چنانچہ محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ اذا اردت ان تحفظ الحدیث فاعمل به ولو مرة تکن من اهله ۔ اگر تمہارا ارادہ ہو کہ علم حدیث کو باقی رکھو تو اس پر عمل کرو۔ فضائل و آداب کی جو احادیث ہیں کم از کم عمر میں ایک مرتبہ اس پر عمل کرلو تو تم اس کے اہل بن جاؤ گے۔ محدثین حضرات علم حدیث کو باقی رکھنے کیلئے تعامل بالحدیث کیا کرتے تھے۔ علم کی زکوۃ عمل ہے اس لئے میں آپ حضرات سے کہتا ہوں کہ جو حدیث بھی پڑھے چاہے وہ فضائل اعمال سے متعلق کیوں نہ ہو اس پر ضرور عمل کریں اللہ ہمیں اور آپ سب کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے دعا حضرت اسعد مدنی فرمائیں گے۔